میری ظاہری حیات اور وصال دونوں تمہارے لئے باعثِ خیر ہیں۔ (الحاوی للفتاوی)
۱۲ ربیع الاوّل
ولادت یا وصال؟
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
نور اللہ مرقدہٗ
مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﷺ

۱۲ ربیع الاول ولادت یا وصال؟

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اِمَامُ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ
وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ وَاَصۡحَابِہِ الطَّاھِرِیۡنَ

امــا بــعــد! ہمارے دور میں رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن بارہ ربیع الاول کو جلسے جلوس زوروں پر ہوتے ہیں۔ ہزاروں عیدوں سے بڑھ کر خوشی کا سماں ہوتا ہے وہابی دیوبندی اسکے برعکس بدعت کی رٹ لگاتے رہتے ہیں اب نیا شوشہ چھوڑا کہ ۱۲ ربیع الاول کو تو حضور ﷺ کی وفات ہے لہذا اس دن خوشی کا کیا معنی دوسرا یہ کہ ولادت ۱۲ ربیع الاول کو نہیں ۹ ربیع الاول کو ہے اسی لئے ۱۲ ربیع الاول کو خوشی منانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ فقیر نے بطور فیصلہ لکھا کہ ۱۴ سو سال سے سرورِ عالم ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول طے شدہ مسئلہ رہا۔ اس ۹ ربیع الاول کا شوشہ چھوڑنا صرف اسی لئے ہے کہ عوام میں شک وشبہ پیدا ہوگا تو وہ اپنے نبی پاک ﷺ کی عقیدت ومحبت کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصری ہے۔ بلکہ اگر تم بارہ بیع الاول کے بجائے ۹ کو جشن عید میلاد النبی ﷺ مناؤ تو وہ اسی جوش وجنون کے ساتھ تمہارے ساتھ ہونگے جیسے ۱۲ ربیع الاول ہمارے ساتھ ہوتے ہیں بلکہ اگر تم یہ جشن ۹ کو مناؤ تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہوں گے اور ۱۲ ربیع الاول کو بھی ہم اپنے طور پر منالیں گے لیکن تمہارا مقصد تو جشن عید میلاد النبی کو بند کرنا ہے۔

؎ ایں خیال است ومحال ست جنوں۔[1]

وجہ تالیف: کچھ عرصہ سے ہر سال ربیع الاول شریف کے مبارک مہینہ میں پاکستان کے مختلف شہروں سے ایک اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ جناب ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو تو حضور ﷺ کا وصال ہوا تھا جو لوگ اس دن خوشیاں مناتے ہیں ان کو شرم آنی چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ فقیر نے انہی شرم کے درس دینے والوں کیلئے یہ رسالہ ہدیہ ناظرین کیا ہے۔

مقدمہ: میاں عبدالرشید مرحوم نے عقلمند اُلّو کے عنوان سے نور بصیرت کے کالم میں لکھا کہ۔ آغاز بہار تھا کہ شگوفے چٹک رہے تھے پھول کھلکھلا رہے تھے ہوا میں کیف وسرمستی کی کیفیت تھی مگر عقلمند اُلّو ایک ویران جگہ اداس بیٹھا تھا کسی نے پوچھا حضرت آپ کیوں خوشی نہیں مناتے آہ بھر کر بولا مجھے خزاں کے جانے کا غم کھائے جارہا ہے۔

عید میلاد النبی کا دن تھا فرش سے عرش تک خوشی کے ترانے گائے جارہے تھے صلوۃ وسلام کے تحفے نچھاور کئے جارہے

---

[1] یہ خیال ہے اور محال و پاگل پن ہے۔

تھے فضا توپوں کی سلامی سے گونج رہی تھی مگر عین صبح کے وقت جو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا وقت تھا ایک مولوی صاحب منہ بسور کر تقریر کر رہے تھے کہ یہ تو سوگ کا دن ہے آج کے دن نبی وفات پا گئے تھے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور)

فقیر اُویسی غفرلہٗ اہلِ انصاف سے گذارش کرتا ہے کہ ایسے منہ بسور نے والے ربیع الاول شریف میں برساتی مینڈکوں کی طرح غریب سُنّیوں کے کان کھائیں گے۔ انکے علاج کیلئے فقیر کے رسالہ ھذا کا مطالعہ بڑا مفید ثابت ہوگا۔ (اِنْشَاءَ اللّٰہ)

ابوالکلام آزاد نے کہا کہ وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہرگز نہیں۔ [۲]

مخالفین اس صاحب کو اپنا امام اور محقق بے مثال مانتے ہیں ہم اسکی تحقیق اسکی اپنی تصنیف سے پیش کرتے ہیں مخالفین اپنی پُرانی ضد کی وجہ سے تسلیم نہ کریں گے تو اہلِ انصاف کیلئے حجت قائم ہوسکے گی۔ حضور محبوب ربانی ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو بڑے شدومد سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر غم کا پہاڑ ٹوٹا تھا اور امہات المومنین تصویرِ حزن وملال (رنج وغم) بنی ہوئی تھیں۔ اس لئے اس دن خوشی منانا صحابہ کرام کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ قطعی بے بنیاد ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات، دلائل اور ابوالکلام آزاد کے مُرتّبہ نقشے سے اس دعوی کی قلعی کھل جائے گی۔

یہ دلائل اور نقشہ بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ کا وصال یکم یا دو تاریخ ربیع الاول بروز پیر ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول عید میلاد کا دن خوشیوں کا دن ہے غم وافسوس کا دن نہیں۔ اس دن کوئی صحابی یا مومنوں کی کوئی ماں ہرگز نہیں روئی البتہ اس دن شیطان ضرور رویا تھا۔

البدایۃ والنھایۃ میں ہے کہ شیطان چار بار رویا ہے: حِینَ لُعِنَ ، وَحِینَ أُهْبِطَ ، وَحِینَ وُلِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَحِینَ أُنْزِلَتِ الْفَاتِحَةُ ۔ [۳]

---

[۲] رسولِ رحمت، صفحہ ۶۵۴، باب ۸۹، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز، ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی، لاہور

[۳] جب اس کو بارگاہِ خداوندی سے راندہ درگار کیا گیا، جب اس کو زمین پر پھینک دیا گیا، جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ ہوئی، جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی۔

البدایۃ والنھایۃ، باب مولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، صفۃ مولدہ الشریف علیہ الصلاۃ والسلام، فصل فیما وقع من الآیات لیلۃ مولدہ علیہ الصلاۃ والسلام، الجزء الثانی، الصفحۃ ۲۶۷، مکتبۃ المعارف بیروت

اب جس کا جی چاہے بارہ ربیع الاول کو ابلیس کے ساتھ رہ کر گزارے اور جس کا جی چاہے اُمتِ مصطفیٰ کے ساتھ مل کر محفل میلاد منعقد کرے اور اظہارِ مسرت کرے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا: (۱) وَقَالَ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ ، عَنِ اللَّيْثِ أَنَّهُ قَالَ :تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ لِلَيْلَةٍ خَلَتْ مِنْ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ (البداية والنهاية) ۴

یعنی پیر کے دن ربیع الاول کی ایک رات گزرنے پر وصال فرمایا۔

(۲) علامہ محمد بن قیس سے مروی ہے کہ حضور ۱۹ صفر ۱۱ھ چہارشنبہ کو بیمار ہوئے آپ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ کی وفات ۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ ہوئی۔ (طبقات ابن سعد) ۵

(۳) امام ابوالقاسم سہیلی نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول کو کسی صورت بھی درست نہیں ہو سکتا۔ ۱۰ھ کا حج جمعہ کے دن ہوا۔ اس حساب سے ذی الحجہ کی یکم خمیس (جمعرات) کو ہوئی۔ اس کے بعد فرض کریں۔ تمام مہینے تیس دنوں کے ہوں یا تمام مہینے اُنتیس دنوں کے یا بعض انتیس دنوں کے تو کسی طرح بھی بارہ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں آتا۔ (البداية والنهاية) ۶

(۴) نواب صدیق حسن خاں نے لکھا: وقوف آپ کا عرفات میں دن جمعہ کے ہوا۔ اس دن آیہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (پارہ ۶، سورۃ المآئدۃ، آیت ۳) **ترجمہ**: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا نازل ہوئی۔ ۷

(۵) مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا: اور بارھویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ (پیر) ثابت ہے۔ پس جمعہ کو نویں ذوالحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ ۸

(۶) ابوالکلام آزاد اپنے مقالات کے مجموعہ ''رسولِ رحمت'' میں وصال شریف کی تاریخ ابوالقاسم سہیلی کے فارمولے کی روشنی میں لکھتے ہیں۔ حساب کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔

---

۴ البداية والنهاية، باب مولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، صفۃ مولدہ الشریف علیہ الصلاۃ والسلام، فصل فیما وقع من الآیات لیلۃ مولدہ علیہ الصلاۃ والسلام، الجزء الثانی، الصفحۃ ۲۶۷، مکتبۃ المعارف بیروت

۵ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء ۲، ذکر کم مرض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم والیوم الذی توفی فیہ، الصفحۃ ۲۷۲، دار صادر بیروت

۶ البداية والنهاية، باب مولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، صفۃ مولدہ الشریف علیہ الصلاۃ والسلام، فصل فی ذکر الوقت الذی توفی فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الخ، الجزء الخامس، الصفحۃ ۲۵۶، مکتبۃ المعارف بیروت

۷ سورۃ المائدۃ، پارہ ۵، آیت ۳

۸ الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ عنبریہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، صفحہ ۸۰، مطبوعہ ہند

(۱) ذی الحجہ،محرم اور صفر تینوں کو تیس تیس دن فرض کیا جائے ، یہ صورت عموماً ممکن الوقوع نہیں ۔اگر واقع ہو تو دوشنبہ ۶ ربیع الاول کو ہوگا یا تیرہ ربیع الاول کو۔

(۲) ذی الحجہ،محرم اور صفر تینوں مہینوں کو انتیس انتیس دن کے فرض کیا جائے۔ایسا بھی عموماً واقع نہیں ہوتا۔اس صورت میں دوشنبہ ۲ ربیع الاول کو اور ۹ ربیع الاول کو ہوگا۔

ممکن الوقوع صورتوں کا نقشہ

نمبر شمار	صورت	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
۱	ذی الحجہ ۳۰،محرم وصفر ۲۹	۱	۸	۱۵
۲	ذی الحجہ ومحرم ۲۹ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵
۳	ذی الحجہ ۲۹ محرم ۳۰ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵
۴	ذی الحجہ ۳۰ محرم ۲۹ صفر ۳۰	۷	۱۴	۲۱
۵	ذی الحجہ ۳۰ محرم ۳۰ صفر ۲۹	۷	۱۴	۲۱
۶	ذی الحجہ ۲۹ محرم وصفر ۳۰	۱	۸	۱۵

ظاہر ہے کہ ان صورت میں سے صرف یکم ربیع الاول ہی صحیح اور قابل تسلیم ثابت ہے۔اس کی تصدیق مزید یوں بھی ہوسکتی ہے کہ یوم وقوف عرفات سے مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کرلیا جائے ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا اور یکم ربیع الاول ۱۱ھ کو لازماً دوشنبہ ہوگا ۔یہ بھی معلوم ہے کہ حجۃ الوداع کے یوم سے وفات تک اکاسی (۸۱) دن ہوتے ہیں۔اس حساب سے بھی دوشنبہ یکم ربیع الاول ہی کو آتا ہے۔

غرض یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہی صحیح تاریخ وفات معلوم ہوتی ہے اس کی متوازی عیسوی تاریخ ۲۵ یا ۲۶ مئی ۶۳۲ء نکلتی ہے۔(رسولِ رحمت) [۱۰]

نوٹ : اسکے علاوہ بیشمار حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں اہلِ انصاف کیلئے اتنا کافی ہے اور ضدی کیلئے دفتر بھی ناکافی۔

سوگ یا سُرور: جسکا کوئی عزیز مرجائے تو اس کا زیادہ سے زیادہ تین دن سوگ ہوتا ہے ہاں روافض کی رسم ہے کہ سال بسال سوگ مناتے ہیں جو لوگ نبی پاک ﷺ کو مردہ مانتے ہیں وہ بے شک سوگ منائیں ہم اہلسنّت تو اپنے نبی

[۱۰] رسولِ رحمت،صفحہ ۶۵۴،باب ۸۹،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات،ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز،ادبی مارکیٹ،چوک انارکلی،لاہور

کریم ﷺ کو ہمیشہ دائمی زندہ مانتے ہیں اور زندہ کا ماتم نہیں ہوتا بلکہ اس کیلئے فرحت وسرور ہوتا ہے ہاں موت کے ہم قائل ہیں لیکن انبیاء کو اجل آنی ہے فقط آنی ہے۔ اس موت کی تاریخ جمہور کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول نہیں اگر کوئی قول ہے تو اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

سوال: اسی دن آپ ﷺ کا وصال بھی ہوا اس پر غم کیوں نہیں کیا جاتا ہے؟

جواب: اُمّت کے حق میں حضور ﷺ کی ولادت اور رحلتِ اطہر دونوں رحمت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری ظاہری حیات اور میرا وصال دونوں تمہارے لئے باعث خیر ہیں: حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ وَمَوْتِي خَيْرٌ لَكُمْ [۱۱]

دوسرے مقام پر اسکی حکمت ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی اُمت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اس اُمّت کے نبی کو وصال عطا کر کے اس اُمّت کے لئے شفاعت کا سامان کردیتا ہے اور جب کسی اُمّت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ظاہری حیات میں ہی عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کردیتا ہے اور اس اُمّت کی ہلاکت کے ذریعے اپنے پیارے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ رَحْمَةَ أُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهِ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهُ لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةَ أُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَأَقَرَّ عَيْنَهُ بِهَلَكَتِهَا حِينَ كَذَّبُوهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ [۱۲]

فائدہ: مذکورہ حدیث میں لفظ "فرط" کی تشریح کرتے ہوئے ملّا علی قاری لکھتے ہیں:

اصل الفرط هو الذی یتقدم الواردین لیهیئ لهم مایحتاجون الیه عند نزولهم فی منازلهم ثم استعمل للشفیع فیمن خلفه۔ [۱۳]

یعنی "فرط" کسی مقام پر آنے والوں کی ضروریات اُن کی آمد سے پہلے مہیّا کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے۔ پھر اپنے بعد آنے والے کی سفارش کرنے والے کے لئے مستعمل (استعمال) ہونے لگا۔

فائدہ: اس اُمّت پر اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی عنایت ہے کہ آخرت میں پیش ہونے سے پہلے اس کے لئے حضور ﷺ کو شفیع بنادیا گیا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا میرا وصال بھی تمہارے لئے رحمت ہے۔ جب یہ بات طے پا گئی کہ اُمّت کے حق میں دونوں رحمت ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں میں نعمتِ عظمٰی کون سی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی دنیا میں

---

[۱۱] البحر الزخار المعروف مسند البزار، زاذان عن عبداللہ، رقم الحدیث ۱۹۲۵، الجزء الخامس، الصفحۃ ۳۰۸، مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورہ

[۱۲] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اذا أراد اللہ تعالیٰ رحمۃ امۃ قبض نبیھا قبلھا، رقم الحدیث ۵۸۵۹، الصفحۃ ۱۱۴۷، دارالفکر بیروت

[۱۳] شرح الشفا، الباب الاول، الفصل فیما جاء من ذلک مجی المدح والثناء، الجزء الاول، الصفحۃ ۴۵، دارالکتب العلمیۃ بیروت

تشریف آوری اُمّت کے حق میں ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہی دوسری ہر نعمت حاصل ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی مذکورہ سوال کا جواب دیتے ہوئے اُصولِ شریعت بیان کرتے ہیں کہ وَقَدْ أَمَرَ الشَّرْعُ بِالْعَقِيقَةِ عِنْدَ الْوِلَادَةِ ، وَهِيَ إِظْهَارُ شُكْرٍ وَفَرَحٍ بِالْمَوْلُودِ ، وَلَمْ يَأْمُرْ عِنْدَ الْمَوْتِ بِذَبْحٍ وَلَا بِغَيْرِهِ بَلْ نَهَى عَنِ النِّيَاحَةِ وَإِظْهَارِ الْجَزَعِ ، فَدَلَّتْ قَوَاعِدُ الشَّرِيعَةِ عَلَى أَنَّهُ يَحْسُنُ فِي هَذَا الشَّهْرِ إِظْهَارُ الْفَرَحِ بِوِلَادَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَ إِظْهَارِ الْحُزْنِ فِيهِ بِوَفَاتِهِ (الحاوی للفتاوی) [۱۴]

یعنی شریعت نے ولادت کے موقعہ پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ کے شکر اور خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت ایسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ نوحہ، جزع وغیرہ سے منع کر دیا ہے۔ شریعت کے مذکورہ اُصول کا تقاضا ہے کہ ربیع الاول شریف میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم۔

اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مفتی عنایت احمد کاکوروی حرمین شریفین کے حوالے سے لکھتے ہیں: علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکرِ وفات شریف نہ چاہیے اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے۔ ذکر غم جانکاہ اس محفل میں نازیبا ہے۔ حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصّہ وفات کی نہیں ہے۔ (تواریخ حبیب اللہ) [۱۵]

اور پھر آپ ﷺ کا وصال ایسا نہیں جو اُمّت سے آپ ﷺ کا تعلق ختم کر دے بلکہ آپ ﷺ کا فیضانِ نبوت تا قیامت جاری ہے۔ اور آپ ﷺ برزخی زندگی میں دنیاوی زندگی سے بڑھ کر حیات کے مالک ہیں۔ حضرت مُلّا علی قاری نے آپ ﷺ کے وصال کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے:

ليس هناك موت ولافوت بل انتقال من حال الى حال [۱۶]

یعنی کہ یہاں نہ موت ہے اور نہ وفات بلکہ ایک حال سے دوسرے کی طرف منتقل ہونا ہے۔

ولادت ۱۲ ربیع الاول یا ۹: یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ مسلمانانِ عالم شروع ہی سے متفقہ طور پر یومِ ولادت مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء ۱۲ ربیع الاول کو مناتے چلے آرہے ہیں اور آج بھی یہ مبارک دن دنیا کے تمام ممالک میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی تاریخ کو حجازی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہر سال انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ ایامِ حج کے اجتماع کے بعد اسے سب سے بڑا اور شاندار اجتماع کہا جاسکتا ہے۔ اہلِ مدینہ طیبہ اپنے اپنے گھروں میں بھی اسی تاریخ کو میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے ہیں، لیکن اس کی زیادہ

---

[۱۴] الحاوی للفتاوی، حسن المقصد فی عمل المولد، الجزء الاول، الصفحہ ۱۹۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت

[۱۵] تواریخ حبیب اللہ، صفحہ ۱۵، باب اول، فصل دوسری بیان ولادت باسعادت میں، ناشر مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور شہر ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

۱۶؎ شرح الشفا للملا علی قاری، الباب الاول، الفصل الأول فیما جاء من ذلک مجی المدح والثناء، الجزء الاول، الصفحۃ ۴۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت

تشہیر نہیں کی جاتی ۔دنیا میں کوئی ایسا ملک یا علاقہ نہیں ، جہاں ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور تاریخ کو یومِ ولادت منایا جاتا ہو۔بعض مؤرخین نے ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ جو تاریخیں لکھی ہیں یا اُن کے سہو یا کمزور روایات پر انحصار کے نتیجے میں اُن سے لغزش سرزد ہوئی ہے۔اور اسلامی لٹریچر میں ایسی باتیں یا روایتیں بیشمار ملتی ہیں۔لیکن جو لوگ میلاد النبی منانے کے مخالف ہیں۔انہوں نے مؤرخین کے اس سہو یا تسامح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول صحیح تاریخِ ولادت نہیں ہے اور موجودہ دور کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کی علمِ نجوم اور ریاضی کے ذریعے دریافت کی ہوئی تاریخ ۹ ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے۔حالانکہ سیرت کی اولین کتب میں یہ تاریخ نہیں ملتی اور نہ کسی صحابی یا تابعی کا کوئی قول ۹ ربیع الاول کے باب میں ملتا ہے۔

جمہور کی آواز: دین ودنیا کا یہ قانون ہے اور ہر ذہن کو قابلِ قبول ہے کہ بات وہی حق ہوتی ہے جس طرف جمہور ہوں فقیر ذیل میں جمہور از صحابہ کرام تا حال کی تصریحات عرض کرے گا جسمیں متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی ولادتِ کریمہ ۱۲ ربیع الاول کو ہے اس کے برعکس نہ صرف ۹ بلکہ ۲ ربیع الاول، ۵ ربیع الاول، ۱۰ ربیع الاول تمام اقوال نا قابلِ قبول ہیں اس لئے کہ یہ تمام اقوال خلافِ تحقیق یا مؤول ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ نے صحیح اسناد سے روایت فرمایا:

وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَا عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.قَالَا :وُلِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِيلِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ (البدایۃ والنہایۃ) ۱۷؎

یعنی ''عفّان سے روایت ہے وہ سعید بن میناء سے روایت کرتے ہیں کہ جابر اور ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارھویں ربیع الاوّل کو ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کے راوی ابوبکر بن محمد بن شیبہ بڑے ثقہ، حافظِ حدیث تھے۔

ابوزرعہ رازی المتوفی ۲۶۴ھ فرماتے ہیں۔''میں نے ابوبکر بن محمد بن شیبہ سے بڑھ کر حافظِ حدیث نہیں دیکھا''۔

محدّث ابنِ حبان فرماتے ہیں: ابوبکر عظیم حافظِ حدیث تھے۔آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیثیں لکھیں۔ان کی جمع وتدوین میں حصّہ لیا اور حدیث کے بارے میں کتب تصنیف کیں۔آپ نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ابنِ ابی شیبہ نے عفان سے روایت کیا ہے جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام، ثقہ اور صاحبِ ضبط واتقان ہیں اور سعید بن میناء بھی ثقہ ہیں۔

۱۷؎ البدایۃ والنھایۃ، کتاب سیرۃ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم، باب مولد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم، الجزء الثانی، الصفحۃ ۲۶۰، مکتبۃ المعارف بیروت

یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔پس اس قول کی موجودگی میں کسی مؤرخ کا یہ کہنا کہ سرکار ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور دن ہوئی ، ہرگز قبول نہیں۔

حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔حضور پاک ﷺ سے قریبی رشتہ ہونے کی وجہ سے اُن کی بات سند کی حیثیت رکھتی ہے۔انہوں نے یہ روایت ہاشمی خاندان کے بزرگوں یا سن رسیدہ خواتین سے سُنی ہوگی۔

حضرت اِبنِ عباس کے لئے رسالت مآب ﷺ نے دُعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَانْشُرْ مِنْهُ (حلية الأولياء)[18]

یعنی''اے اللہ اِن کو برکت عطا فرما اور اِن سے نورِ علم پھیلا''۔

(۲) محمد بن اسحاق کا قول: حضرت محمد بن اسحاق پہلے سیرت نگار ہیں۔ان سے پہلے ''مغازی'' تو لکھی جا چکی تھیں، مگر حضور سید الانام ﷺ کی سیرت کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔ابنِ اسحاق نے بھی اپنی کتاب کا نام ''کتاب المغازی'' ہی رکھا۔لیکن یہ کتاب فی الاصل تین حصّوں میں تقسیم کی گئی ہے، یعنی ''المبتداء'' ''المبعث'' اور ''المغازی''۔پہلے حصّے میں اسلام سے پہلے نبوّت کی تاریخ ہے۔دوسرا حصّہ آنحضرت ﷺ کی مکّی زندگی اور تیسرا حصّہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے، حضرت محمد بن اسحاق رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں: وُلِدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ يَوْمَ اِلاثْنَيْنِ لاثْنَتَیْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْاَوّلِ عَامَ الْفِيلِ[19]

یعنی آنحضرت ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے۔

فائدہ: ابنِ اسحاق امام زُہری کے شاگرد اور تابعی تھے۔اُن کا انتقال ۱۵۰ھ (یا شاید ۱۵۱ھ) میں ہوا۔پہلے یہ کتاب ناپید تھی، اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی۔مگر نقوش کے ''رسول نمبر'' نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔''رسول نمبر'' جلد اوّل میں ڈاکٹر نثار احمد فاروقی جرمن مستشرق جوزف ہورووِتس (Joseph Horovitz) کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

''ابنِ اسحاق کی تالیف، سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو ہمیں اقتباسات کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں ملی ہے''۔

سیرۃ ابنِ اسحاق کی تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کی۔اُردو ترجمہ نُورِ الٰہی ایڈووکیٹ نے کیا اور جنوری ۱۹۸۵ء میں نقوش کے ''رسول نمبر'' کی جلد یازدہم (گیارہویں) میں شائع ہوئی۔

---

[18] حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، عبد اللہ بن عباس، الجزء الاول، الصفحۃ ۳۱۵، دار الفکر بیروت

[19] السیرۃ النبویۃ لابن هشام، ولادۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الجزء الاول، الصفحۃ ۱۸۳، دار الکتاب العربی بیروت

سیرتِ ابنِ اسحاق کی تحقیق لندن یونیورسٹی کے عربی پروفیسر (A.Guillaume) نے بھی کی اور اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ جو ۱۹۵۵ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی (Oxford University) نے شائع کی۔ اس میں بھی سرکار ﷺ کی ولادت کے بارے میں یہ لکھا ہے:

The Apostle was born on Monday ,12 Rabi-ul-awwal, in the year of the Elephant . (20)

یعنی ''پیغمبرِ خدا عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے''۔

(۳) ابنِ ہشام کا قول: حضرت ابو محمد عبدالمالک بن محمد بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ نے ''سیرت ابنِ ہشام'' میں لکھا ہے،

''رسولِ خدا پیر کے دن بارھویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ جس سال اصحابِ فیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی''۔ [۲۱]

''سیرتِ ابنِ ھشام'' ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے۔ جس کی کئی شرحیں، تلخیصات اور منظومات لکھی جا چکی ہیں۔ اس کا فارسی، اُردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ حافظ ابنِ یونس نے ابنِ ہشام کو ثقہ قرار دیا ہے اور کسی نے تجریح و تضعیف نہیں کی بلکہ ہر تذکرہ نگار نے ان کا ذکر احترام اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔

(٤) ابی الفداء اسمٰعیل ا بنِ کثیر کا قول: حافظ عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ ''السیرۃ النبوّۃ'' میں رقمطراز ہیں: أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَا عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَا: وُلِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِيلِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ الثَّانِيَ عَشَرَ مِنْ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ وهذا هو المشهور عند الجمهور (السيرة النبوية لابن كثير) [۲۲]

علّامہ ابن کثیر جیسے جیّد عالم، محدّث، مفسّر اور مؤرخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی۔

نوٹ: مخالفین ابن تیمیہ کے بعد ابنِ کثیر کو اپنا امام مانتے ہیں۔

(۵) علّامہ ابنِ جوزی کا قول: ابوالفرج عبدالرحمٰن جمال الدین بن علی بن محمد القرشی البکری الحنبلی (۵۱۰-۵۹۷ھ) نے ''الوفا'' میں لکھا ہے۔ ''آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں دس ربیع الاوّل کے بعد

---

20) The life of Muhammad, a translation of Ishaq's sirat Rasul Allah with introduction and notes by A. Guillaume, chapter: His birth and foster mother, pg: 69, Oxford University press

۲۱ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ولادۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الجزء الاول، الصفحۃ ۱۸۳، دار الکتاب العربی بیروت

۲۲ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، فصل فی الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ الی بیت المقدس الخ، الجزء الثانی، الصفحۃ ۹۳، دار المعرفۃ بیروت

ہوئی۔ایک روایت یہ ہے کہ ربیع الاوّل کی دوراتیں گزرنے کے بعد یعنی تیسری تاریخ کو اور دوسری روایت یہ ہے کہ بارھویں رات کو ولادت ہوئی''۔علاّمہ ابنِ جوزی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر ایک کتاب ''تلقیحُ فُهوم الاثر'' بھی لکھی۔

جسے مولانا محمد یوسف بریلوی نے ۱۹۶۹ء میں مفید حواشی کے ساتھ شائع کیا۔یہ جیّد کتاب برقی پریس دہلی سے چھپی تھی۔اس میں بھی علاّمہ ابنِ جوزی نے پیر کا دن اور ماہِ ربیع الاوّل کی دیگر تواریخ کے ساتھ بارہ بھی لکھی ہے۔ [۲۳]

ابنِ جوزی نے ''مولد النبی'' کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا۔اس کا ترجمہ مولانا عبدالحلیم لکھنوی نے کیا تھا، جو ۱۹۲۳ء میں لکھنؤ سے چھپا اس میں تاریخ ولادت کے بارے میں لکھا ہے۔

''تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔اس بارے میں تین قول ہیں۔ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاوّل کی بارھویں شب کو پیدا ہوئے۔یہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔دوسرا یہ کہ آٹھویں اس ماہ کی پیدا ہوئے۔یہ حضرت عکرمہ کا قول ہے۔تیسرا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۲ ربیع الاوّل کو ہوئی یہ حضرت عطاء کا قول ہے۔مگر سب سے صحیح قول پہلا قول ہے''۔

علاّمہ ابنِ الجوزی ایک فصیح البیان واعظ، بلند پایہ محقّق اور عظیم المرتبت مصنّف تھے۔اندازاً تین سو کتابیں لکھیں۔علاّمہ ابنِ جوزی نے ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ ۲، ۸ اور ۱۰ ربیع الاوّل کے بارے میں اقوال نقل کئے ہیں لیکن ۱۲ ربیع الاوّل پر انھوں نے اجماع نقل کیا ہے۔

(٦) **فاضل زرقانی**: فرماتے ہیں:''اَلْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ رَبِيعِ الْاَوَّلِ وَهُوَ قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ اِمَامُ الْمَغَازِی'' (شرح الزرقانی) [۲۴]

یعنی''مشہور یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اور امامِ مغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے''۔

(۷) **احمد موسیٰ البکری**: احمد موسیٰ البکری کی کتاب ''التاریخ العزلی القدیم والسیرة النّبویة''

سعودی عرب کی وزارۃ المعارف نے ۱۳۹٦ھ میں طبع کرائی۔اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق ہے۔

''ولدرسول الكريم محمد صلى الله عليه وسلم فى مكة المكرمة فى فجر يوم الاثنين الثانى عشر عن ربيع الاول الموافق ۲۰ نيسا ن (اپریل) ۵۷۱م و تعر ف سنة مولده بعام الفيل''

---

[۲۳] تلقیح فهوم الاثر فی عیون التاریخ والسیر، مولدنبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الصفحۃ ۴، جید پریس برقی دہلی

[۲۴] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ، وقد اختلف فی عام ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الجزء الاول، الصفحۃ ۲۴۸، دارالکتب العلمیۃ بیروت

یعنی ''رسولِ کریم محمد مصطفےٰ ﷺ مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے سال پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو صبح کے وقت پیدا ہوئے''۔

(۸) **ابراهیم الابیاری**: ''مهذب السيرة النبوية'' میں رقمطراز ہیں: قَالَ ابْنُ إِسْحَاق: وُلِدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الاثْنَيْن ، لاثْنَتَى عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ عَامَ الْفِيلِ ۲۵

یعنی ''رسول اللہ ﷺ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو عام الفیل میں پیدا ہوئے''۔

(۹) **ابنِ سید الناس نے**: ''عُيُونُ الاثر'' میں لکھا ہے: وَوُلِدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الاثْنَيْن ، لاثْنَتَى عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ عَامَ الْفِيلِ ۲۶

یعنی ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ پیر کے دن جب ۱۲ ربیع الاوّل کی راتیں گزری تھیں، عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

(۱۰) امام محمد غزالی نے ''فقه السّيرة'' میں حضور ﷺ کی تاریخ ولادت یہ درج فرمائی ہے۔

''سنة (۵۷۰ م) في الثانی عشر من ربيع الاوّل (۵۳-ق-ه)'' ۲۷

یعنی ''یعنی ۵۷۰ء میں ۱۲ ربیع الاوّل ۵۳ قبل ہجرت''۔

(۱۱) ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی نے اپنی کتاب ''عَلِّمُوا اَوْلَادَ كُم مَحبَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' (اپنی اولاد کو سرکار کی محبت کا درس دو) میں ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن وزارتِ اعلام، سعودی عرب کے زیرِ اہتمام ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ وہ حضور ﷺ کی ولادت کے متعلق لکھتے ہیں: ''يقول ابن اسحاق شيخ كتاب السيرة (وُلِدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الاثْنَيْن ، لاثْنَتَى عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ عَامَ الْفِيلِ)''۔ ۲۸

یعنی ''ابنِ اسحاق جو سیرت نگاروں کے امام ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عام الفیل کے مہینے ربیع الاوّل کی بارھویں شب کو پیر کے دن تولد فرمایا''۔

---

۲۵ صحیح السیرۃ النبویۃ، الفصل الخامس أخبار الرسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم قبل البعثۃ، المبحث الاول: مولدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دار النفائس بیروت

۲۶ عیون الأثر، ذکر مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم، الجزء الاول، الصفحۃ ۳۳، دار القلم بیروت

۲۷ فقہ السیرۃ للغزالی، تاریخ مولدہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، الصفحۃ ۶۱، دار القلم بیروت

۲۸ علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، الاحتفاء بالمولد، الصفحۃ ۳۹، شرکۃ دار القبلۃ جدۃ

(۱۲) ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی رقمطراز ہیں:

”وأما ولادته صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآله وسلم فقد کانت فی عام الفیل ،أی العام الذی حاول فیه أبرھة الأشرم غزو مکة وھدم الکعبة فردہ اللّٰہ عن ذٰلك بالآیة الباھرة التی وصفھا القرآن ۔

وکانت علی الأرجح یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة خلت من شھر ربیع الاوّل “ [۲۹]

یعنی ”جہاں تک آپ ﷺ کی ولادت کا تعلق ہے وہ عام الفیل میں تھی۔ یعنی اس سال میں جب ابرہہ الاشرم نے یہ کوشش کی کہ وہ مکّے پر حملہ کرکے کعبے کو گرا دے۔ لیکن خداوندِ عالم نے کُھلی نشانی کے ذریعے اس کو وہاں سے دفع کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولادت کے متعلق زیادہ قول قوی یہ ہے کہ وہ پیر کے دن تھی اور ربیع الاوّل کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں“۔

(۱۳) ابوالحسن علی الحسینی الندوی نے ”قصص النّبییّن“ کی جلد پنجم موسوم بہ ”سیرة خاتم النبییّن“ میں لکھا ہے:

وَوُلِدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الِاثْنَیْنِ ، اَلْیَوْمَ الثَّانِیَ عَشَرَ مِنْ شَھْرِ رَبِیعِ الْأَوَّل عَامَ الْفِیْلِ [۳۰]

یعنی ”رسول اللّٰہ ﷺ عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کے دن پیدا ہوئے“۔

(۱۴) محدثِ جلیل سید جمال حُسینی نے ۸۸۰ھ میں ”روضة الاحباب“ لکھی۔ انہوں نے ولادتِ سرکار ﷺ کے متعلق لکھا ”مشہور قول یہ ہے اور بعض نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاوّل کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ ربیع الاوّل مشہور تاریخِ ولادت ہے۔ بعض نے ربیع الاوّل کا پہلا دوشنبہ بتایا ہے۔ اور یومِ دوشنبہ کے یوم ولادت ہونے کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔ نوشیرواں عادل کی حکومت کو جب چالیس سال پورے ہوئے تو آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ صاحب جامع الاصول نے بیان کیا کہ سکندر رومی کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھ سو سال گزر چکے تھے کہ پیدا ہوئے“۔

(۱۵) شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لختِ جگر شیخ عبداللّٰہ بن محمد بن عبدالوہاب ”مختصر سیرت الرسول“ میں لکھتے ہیں: ”وولد علیه السلام یوم الاثنین لثمان خلون من ربیع الاوّل ،اختارہ وقیل لعشرمنه ،

---

[۲۹] فقہ السیرة النبویة مع موجز التاریخ الخلافة الرشدة، القسم الثانی من المیلا دالی البعثة، الصفحہ ۶۹ و ۷۰، دارالفکر المعاصر بیروت لبنان

[۳۰] قصص النبیین ،الجزء الخامس، الصفحہ ۲۷، مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد 1، کراتشی

سیرة النبی یعنی قصص النبیین، حصہ پنجم، صفحہ ۳۶، مکتبہ مدنیہ اردو بازار، لاہور

وقيل لاثنتی عشر ة خلت منه " [31]

یعنی "حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے جب ربیع الاوّل کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ اور ایک اور قول کے مطابق ۱۲ دن گزر چکے تھے"۔

(۱۶) عظیم مؤرخ ابنِ خلدون متوفی ۸۰۸ھ نے "سیرت الانبیاء" میں لکھا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت دوشنبہ بارہ ربیع الاوّل ۵۷۰ء کو ہوئی۔ [32]

نوٹ: مخالفین ہمیشہ عوام کو اکساتے رہتے ہیں کہ سعودی عرب کی شریعت پر عمل کرو۔ یہ حوالہ تو سعودی عرب کے امامِ اوّل کے لختِ جگر کا ہے اسکو بھی مان لو۔

(۱۷) طبری نے ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔ [33]

(۱۸) طیبی نے لکھا ہے کہ حضور پاک رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بروز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ [34]

(۱۹) مولوی سیّد محمد الحسنی ایڈیٹر "البعث الاسلامی" نے "نبی رحمت" میں ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کا دن یومِ ولادت قرار دیا ہے۔ [35]

(۲۰) امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۲ء) لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن طلوعِ صبح کے قریب ہوئی۔ [36]

علّامہ نبہانی جامعہ الازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور عاشقِ رسول تھے۔ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرّہٗ کے ہمعصر تھے۔ اُن کی ایک کتاب پر زوردار تقریظ بھی لکھی تھی۔

---

[31] مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم، النسب المحمدی وولادتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم الصفحۃ ۹، المطبعۃ السّلفیۃ ومکتبتھا، بمصر

[32] تاریخ ابن خلدون، الکتب الثانی ویشتمل اخبار العرب وأجیالھم ودوھم منذ مبدا الخلیقۃ الی ھذا العھد، المولد الکریم وبدء الوحی، الجزء الثانی، الصفحۃ ۴۰۷، دارالفکر بیروت

[33] تاریخ الرسل والملوک وصلۃ تاریخ الطبری، ذکر مولد رسول اللہ، الجزء الثانی، الصفحۃ ۱۵۶، دارالتراث بیروت

[34] شرح الطیبی علی مشکاۃ المصابیح، باب المبعث وبدء الوحی، الفصل الاول، الجزء الثانی عشر، الصفحۃ ۳۷۱۳، مکتبۃ نزار مصطفٰی الباز، مکۃ المکرّمۃ الریاض

[35] نبی رحمت از مولوی سید ابوالحسن الندوی آپ کی ولادت باسعادت۔۔۔صفحہ ۱۲۷، مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی

[36] الانوار المحمدیۃ من المواھب اللدنیۃ، المقصد الاول فی تشریف اللہ تعالٰی لہ علیہ الصلاۃ والسلام بسبق نبوتہ فی الازل الخ، الصفحۃ ۱۹، دارالکتب العلمیۃ بیروت

(۲۱) مشہور عالمِ دین الشیخ مصطفیٰ الغلایینی (المتوفی ۱۹۴۴ء) پروفیسر کیئہ اسلامیہ بیروت اپنی تالیف "لباب الخیار فی سیرۃ المختار" میں رقمطراز ہیں: ''ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ کو عالمِ مادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود سے مشرف ہوا''۔ [۳۷]

نوٹ: علّامہ مصطفیٰ الغایینی جماعتِ اسلامی کے مدوحین میں سے تھے۔اُن کی کتاب کا ترجمہ ملک غلام علی نے کیا۔جو مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے شائع کیا۔اس پر ''پیش لفظ'' ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا۔اگر مودودی کو بارہ ربیع الاوّل کے دن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت باسعادت کے قول سے اختلاف ہوتا تو وہ حاشیہ وتقریظ میں اس کا اظہار کرتے۔لیکن مودودی نے بارہ ربیع الاوّل کو یوم ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف نہیں کیا۔اس سے واضح ہوگیا کہ جماعت اسلامی بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ ولادت مانتی ہے۔

مصر کے سیرت نگار سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ پاک ۱۲ ربیع الاوّل ہی تسلیم کرتے ہیں۔چند مصری اہل سیر کی کُتب سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ ولادت کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۲) ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے "حیاتِ محمد" میں تحریر کیا ہے: "والجمهور على انه ولد فى الثانى عشر من شهر ربيع الاوّل"۔ [۳۸]

یعنی ''اکثریت کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی''۔

(۲۳) شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ اپنی عربی تصنیف "محمد رسول الله" میں رقمطراز ہیں۔

''بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء بروز دوشنبہ صبح کے وقت حضورِ اکرم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (اہلِ مکہّ کا معمول چلا آرہا ہے کہ وہ آج تک آپ کی ولادت کے وقت آپ کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں) اسی سال اصحابِ فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔نیز کسریٰ نوشیرواں خسرو بن قباد بن فیروز کی حکومت پر چالیس سال گزر چکے تھے۔ [۳۹]

نوٹ: شیخ محمد رضا کی یہ کتاب پہلی بار مئی ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی تھی۔سیرت پر بہترین کتب میں اس کا شمار ہوتا ہے۔مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد ہر بات لکھی ہے وہ خود فرماتے ہیں۔میں نے اس تالیف میں مختلف روایات کی تحقیق وچھان بین کی ہے۔نیز صرف ان صحیح ترین روایات ہی کو جن پر اکابر صحابہ وعلماء کا اتفاق ہے پیش کیا ہے۔

---

[۳۷] لباب الخیار فی سیرۃ المختار، الدور الاول من حیاتہ ویبتدیٔ من حملہ الی النبوۃ، الصفحۃ ۲۳، المطبعۃ الرحمانیۃ بمصر

[۳۸] حیاۃ محمد، الفصل الثالث من میلاد الی زواجہ، الصفحۃ ۱۲۶، دار المعارف القاہرۃ

[۳۹] محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۲۰ اغطس سنۃ ۵۷۰م، الصفحۃ ۲۹، المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت

(۲۴) مصر کے شہرۂ آفاق عالم شیخ محمد ابو زہرۃ اپنی تالیف "خاتم النبیّین" میں لکھتے ہیں: "والجمھرة العظمی من علماء الروایةعلی ان مولده علیه الصلوٰة والسلام فی ربیع الاوّل من عام الفیل فی لیلة الثانی عشرمنه"۔ [۴۰]

(۲۵) علاّمہ محی الدین خیاط مصری نے "تاریخ اسلام" میں ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ، ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔

(۲۶) **انڈونیشیا کے اسکالر کی رائے:** انڈونیشیا کے اسکالر ڈاکٹر فواد فخر الدین اپنے ایک مضمون بعنوان "رسول اکرم اور انسانی معاشرہ" میں تحریر فرماتے ہیں،

"۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے۔ جس میں سرورِ کائنات ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔"

(۲۷) **جنوبی افریقہ کے عالم کا قول:** جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن (Durban) سے شائع ہونے والے The Muslim Digest کے دسمبر ۱۹۴۴ء کے شمارے میں ابراہیم عمر جیلوا اپنے مضمون بعنوان "تین عیدیں" (The Three Eids) میں رقمطراز ہیں:

The 12th of lunar month of Rabi -ul -Awwal is Commonly taken to be the date of the birth of Prophet

یعنی قمری سال کے ماہ ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو مشترکہ طور پر پیغمبر ﷺ کا یوم ولادت منایا جاتا ہے۔

(رسول نمبر، صفحہ ٦٤٩)

برصغیر کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت: برصغیر کے علماء کی اکثریت نے ۱۲ ربیع الاوّل کو یومِ ولادت تسلیم کیا ہے۔ علاّمہ شبلی نعمانی سے پہلے کسی نے بھی ۹ ربیع الاوّل نہیں لکھی۔ جو سیرت کی کتب مجھے مل سکی ہیں اُن کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۸) حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "سُرور المخزون ترجمہ نُور العُیون" میں تحریر فرمایا ہے،

ولادت آنحضرت صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وآله وسلم روزِدو شنبه متحقق شد از شهر ربیع الاوّل ازسالی که واقعۂ فیل دران بود۔بعض گفته اند بتاریخ دوم وبعض

---

[۴۰] خاتم النبیین، تاریخ مولدہ، الجزء الاول، الصفحہ ۱۰۳، دار الفکر العربی القاہرۃ

گفتہ اند بتاریخ سوم و بعض گفتہ اند بتاریخ دوازدھم ’’ [۴۱]

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں مطبع محمدی لاہور نے شائع کی تھی جو ۲۴ صفحات پر مشتمل تھی۔اس کا ترجمہ عزیز ملک نے ”سیّد المرسلین“ کے نام سے کیا جو ادبستان لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا۔مگر وہ ترجمہ کرتے وقت دیانتداری کا دامن نہ تھام سکے اور ترجمہ یوں کیا ’’آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت متفقہ طور پر دوشنبہ کا دن اور ربیع الاوّل کی نو تاریخ تھی، واقعہ فیل بھی اسی سال ہوا تھا۔لیکن اسی کتاب کا ترجمہ خلیفہ محمد عاقل نے ”سیـرت الرسول ‘‘ کے نام سے کیا جو دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوا انہوں نے صحیح ترجمہ اس طرح کیا۔

’’جس سال واقعہ فیل پیش آیا،اسی سال ماہِ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے۔بعض نے دوسری بعض نے تیسری اور بعض نے بارھویں تاریخ بیان کی ہے۔ [۴۲]

رازفاش: ناظرین نے دیکھا کہ ملک صاحب نے کیسی علمی خیانت کی جس کا راز فاش کیا تو اسکے اپنے بھائی نے۔دار الاشاعت مفتی محمد شفیع دیوبندی کے بیٹے کا علمی زمانہ یاد رہے کہ ایسے کارنامے اس جماعت کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے صرف بدلنے کی بات نہیں یہ کتابوں اور صفحات اور عبارات بدلنے کو دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں دراصل یہ یہودیانہ سازش ہے۔تفصیل کے لئے دیکھیے فقیر کی کتاب التحقیق الجلی فی مسلک شاہ ولی۔

(۲۹) ڈاکٹر محمد ایوب قادری علاّمہ کاکوروی کی کتاب ”تواریخ حبیب اللّٰہ“ کے متعلق لکھتے ہیں،

’’اُردو زبان میں سیرت مبارکہ پر شمالی ہند میں یہ پہلی قابلِ ذکر کتاب ہے علاّمہ عنایت احمد کاکوروی ایک جیّد عالم تھے، انہوں نے جنگِ آزادی میں حصّہ لیا تھا اور کالا پانی میں قید رہے تھے۔علم ہیئت و ہندسہ کے ماہر تھے۔علم نجوم کے متعلق ایک کتاب موسوم بہ ”مواقع النجوم “لکھی اور ” ملحضائے حساب “بھی تصنیف کی علم ہندسہ اور نجوم کے زیرک عالم ہونے کے باوجود انہوں نے تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاوّل ہی لکھی ہے۔اگر تقویمی حساب سے پیر کے دن اور بارہ ربیع الاوّل میں مطابقت نہ ہوتی اور اختلاف ہوتا یا انہیں قدماء کے مؤقف پر شک ہوتا تو علامہ کاکوروی ضرور بیان کرتے اور ۱۲ تاریخ سے اختلاف کرتے مگر ایسا نہیں ہے۔علاّمہ کاکوروی ۷ شوال المکرّم ۱۲۷۹ھ کو حالتِ احرام میں جدّہ کے قریب ایک ہوائی حادثے میں شہید ہوئے۔‘‘ [۴۳]

---

[۴۱] سُرورالمحزون،صفحہ۳،در مطبع مجتبائی دہلی

[۴۲] سیرت الرسول،صفحہ۱۲،دارالاشاعت اردو بازار کراچی

[۴۳] تواریخ حبیب اِلٰہ،صفحہ۱۰تا۲۳(مختلف صفحات سے عبارات لی گئی ہے)،ناشر مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور شہر ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

(۳۰) سرسیّداحمد خان بانی علیگڑھ یونیورسٹی اپنی کتاب "سیرت محمد ی "میں تحریر فرماتے ہیں،
"جمہور مؤرخین کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ بارھویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے"۔

"خطبات لاحمدیه علی العرب و السیر ة المحمد یه "کے انگریزی ترجمہ

Life of Muhammad Birth and Childhood of Muhammad

(حضرت محمد ﷺ کی ولادت اور بچپن) کے زیر عنوان لکھا ہے:

Oriental historian are, for the most part, of opinion that the date of Mohammad's birth was 12th of Rabi 1,in the first year of Elephant or fifty five days after the attack of Abraha . (44)

یعنی جمہور مؤرخین کی رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ بارھویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے۔

(۳۱) مولانا مفتی محمد شفیع کی "سیر تِ خاتم الانبیاء " بھی خاصی اہم ہے۔ یہ کتاب آج سے کوئی پچاس سال پہلے لکھی گئی تھی۔ اس کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا۔ میں مؤلف ہذا سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویلو میرے نام کر دیں تا کہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کے لئے دوں۔ ۴۵
مولوی عزیز الرحمٰن عثمانی مفتی دارالعلوم کی رائے یہ ہے، "مؤلف نے نہایت فصاحت و بلاغت اور ایجازِ محمودہ سادگی و بے تکلفی کے ساتھ صحیح حالات و وقائع کو جمع کر دیا ہے"۔ ۴۶
حسین احمد مدنی نے لکھا، "میں آپ کے رسالہ (سیرتِ خاتم الانبیاء) کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں اور نہایت موزوں پا کر نصاب میں داخل کر چکا ہوں"۔ ۴۷

---

(44) Life Of Mohammed,Birth And Childhood Of Mohammed, Vol. 1, Page 501, Published by Idarah-I Adabiyat-I Delli)

۴۵ سیرت خاتم الانبیاء، صفحہ ۲، دارالکتاب دیوبند ہند
۴۶ سیرت خاتم الانبیاء، صفحہ ۲، دارالکتاب دیوبند ہند
۴۷ سیرت خاتم الانبیاء، صفحہ ۴، دارالکتاب دیوبند ہند

مولوی انور شاہ کاشمیری ۴۸ اور مولوی اصغر حسین محدّث دارالعلوم دیو بند ۴۹ کی تقاریظ بھی اسی نوعیت کی ہیں۔

"سیرت خاتم الانبیاء" میں ہے، "الغرض جس سال اصحابِ فیل کا حملہ ہوا۔اس کے ماہِ ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی تاریخ میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائشِ عالم کا مقصد، لیل ونہار کے انقلاب کی اصلی غرض، آدم و اولادِ آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دُعا اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیشگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروزِ عالم ہوتے ہیں"۔ ۵۰

حاشیے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں، "اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہِ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔لیکن تاریخ کے تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں۔دوسری، آٹھویں، دسویں، بارھویں۔مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے۔یہاں تک کہ ابنِ البزار نے اس پر اجماع نقل کر دیا۔اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔اور محمود پاشا فلکی مصری نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالع ایسا اعتماد نہیں ہوسکتا کہ جمہور کی مخالفت اس بنا پر کی جائے۔ ۵۱

دیوبندی گروہ سے فقیر اُویسی کا سوال: یہ تمہارے اکابر مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی انور کاشمیری مولوی حسین احمد مدنی و مولوی اصغر حسین محدث دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی فرما رہے ہیں ۹ تاریخ سراسر غلط دوسری طرف محمود فلکی غیر معروف جسکی تائید صرف شبلی کر رہے ہیں۔جسکی کتاب سیرت پر لکھی ہوئی جس کو تھانوی صاحب نے گمراہ کن کتاب (الافاضات یومیہ) میں لکھا۔اب سوال ہے کہ تم اپنے اکابر کی کشتی میں سوار ہونا چاہتے ہو یا شبلی کی کشتی پر جس پر نیچری ہونے کا الزام بھی ہے یا محمود فلکی کے پیچھے جانا چاہتے وہ جو غیر معروف ہونے کے علاوہ ایک یہودی کا شاگرد بھی ہے۔

نوٹ: فقیر اختصار کے پیشِ نظر انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہے کتب احادیث وغیرہ اور تاریخ وغیرہ سامنے رکھی جائیں تو ہزاروں حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں۔

---

۴۸ سیرت خاتم الانبیاء، صفحہ ۳، دارالکتاب دیوبند ہند

۴۹ سیرت خاتم الانبیاء، صفحہ ۴و۵، دارالکتاب دیوبند ہند

۵۰ سیرت خاتم الانبیاء، صفحہ ۱۲و۱۳، دارالکتاب دیوبند ہند

۵۱ سیرت خاتم الانبیاء، صفحہ ۱۲و۱۳، دارالکتاب دیوبند ہند

ناظرین: خدارا انصاف فرمائیے ایک طرف صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علمائے محدثین و مفسرین اور فقہا و مؤرخین ہیں ایک طرف تنہا چند غیر معروف نجومی محمود پاشا جیسے بے علم، بتاؤ حق کس طرف؟

محمود پاشا فلکی کون تھا؟ موجودہ دور کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کے مطابق ۹ ربیع الاوّل کی تاریخ ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔ اس لئے ۹ ربیع الاوّل یومِ ولادت ہے۔ لیکن دلچسپ صورتِ حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اُس کی کتاب کا نام معلوم ہے۔ علاّمہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی محمد شفیع اسے مکی لکھتے ہیں۔ جبکہ حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے قسطنطنیہ کا مشہور ہئیت دان اور منجم بتایا ہے۔ قسطنطنیہ استنبول کا قدیم نام ہے جو ترکی کا مشہور شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ پاشا ترکی سرداروں کا لقب ہے اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے۔ مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا ہے کہ محمود پاشا کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے "نتائج الافهام" کے نام سے عربی میں کیا تھا۔ اس کتاب کو مولوی سید محی الدین خان صاحب جج ہائیکورٹ حیدرآباد نے اُردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس نے شائع کیا۔ یہ ترجمہ اب نہیں ملتا۔ محمود پاشا فلکی نے اگر علمِ فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ، تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جُھٹلانے کے لئے اِن پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے، کل کو وہ غلط ثابت ہوسکتی ہے۔ ایک زمانے کے سائنسدان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں۔ مستقبل والے اُس کی نفی کر دیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اُس کے معتقدین نے تو یہ کہہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو دوشنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی بنیاد جس علم پر ہے اس کا حال یہ ہے کہ اتنے ترقی یافتہ دور میں جبکہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے سیاروں پر کمندیں ڈالنے کی کوششیں کر رہا ہے، برطانیہ کے ماہرینِ فلکیات اس قابل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشینگوئی کر سکیں۔ یونیورسٹی آف لنڈن کے شعبہ طبیعات و علومِ فلکیات کی رصدگاہ اور رائل گرینچ آبزرویٹری (Royal Greenwich Observatory) کے معلوماتی سنٹر کے مطابق نئے چاند کی پیشین گوئی کرنا ابھی تک ناممکن ہے۔ پاکستان کے مشہور ماہر فلکیات ضیاءالدین لاہوری کی بھی یہی رائے ہے۔ جب مستقبل کے متعلق کوئی حتمی رائے نہیں کی جاسکتی تو ماضی کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں قمری دن کو ہفتے کا فلاں دن تھا، اِس صورت میں کسی طرح ممکن نہیں۔ جب ہمارے پاس تقویم کا تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔

فلکی کا سہارا بے کار: مخالفین کو اب نہ قرآن سے غرض، نہ حدیث کا مطالبہ نبوت دشمنی میں ایک فلکی کا سہارا لیا وہ بھی غلط۔ اس لئے کہ سب کو معلوم ہے سنِ ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ اور سب سے پہلی مرتبہ یوم الخمیس ۲۰ جمادی الاوّل ۱۷ھ (۱۲ جولائی ۶۳۸ء) کو مملکتِ اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کا نہ تاریخی ریکارڈ ملتا ہے اور نہ ہی اس سے قبل کے کسی دن کے متعلق کوئی بات حتمی طور پر کہی جا سکتی ہے۔ کیونکہ بعثتِ نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر نہیں تھا۔ اور وہ اپنی مرضی سے مہینوں میں ردّوبدل کرلیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔

صاحب "فتح الباری" نے عربوں کے بارے میں لکھا ہے: ''بعض محرم کا نام صفر رکھ کر اس مہینے میں جنگ کرنا جائز قرار دے لیتے اس طرح صفر کا نام محرم رکھ کر اس میں جنگ کرنا حرام قرار دے دیتے۔ [۵۲]

تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ کبھی محرم کو حرام سمجھتے اور کبھی اس کی حرمت کو صفر کی طرف مؤخر کر دیتے۔ [۵۳]

عربوں کی اس روش پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ [۵۴]

ترجمہ: ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا۔

عرب صرف مہینے آگے پیچھے ہی نہیں کرتے تھے بلکہ سال کے تیرہ یا چودہ ماہ بھی بنا دیتے تھے۔ تفسیر الخازن [۵۵] کے مطابق سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیتے تھے جب عرب اپنی مرضی سے مہینوں کے نام بدل لیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بھی بنا لیا کرتے تھے۔

اور ظاہر ہے کہ اعلانِ نبوت تک یہی ہوتا رہا ہوگا۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ کس سال میں نسئی کی گئی۔

مولوی اسحٰق النبی علوی اپنے تحقیقی مقالے ''سیرتِ نبوی کی توقیت'' میں لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ہنوز تشنہ ہے کہ ۱ھ ہجری سے ۱۰ھ ہجری تک نسئی کا مہینہ کن سالوں میں بڑھایا گیا۔ اس سلسلے میں مجھے اعتراف کرنا ہے کہ تلاش و کوشش کے باوجود اوراقِ تاریخ میں کوئی اشارہ نہ مل سکا، جس کی بنا پر کوئی اصول یا قاعدہ کلیّہ پیش کیا جا سکے۔ جب ہجرت کے بعد

---

۵۲ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، باب التمتع والقران الخ، الجزء الثالث، الصفحۃ ۴۲۶، دارالمعرفۃ بیروت

۵۳ تفسیر ابن کثیر، سورۃ التوبۃ، آیت ۳۷، الجزء الرابع، الصفحۃ ۱۵۲، دارطیبۃ الریاض

۵۴ سورۃ التوبۃ، پارہ ۱۰، آیت ۳۷

۵۵ تفسیر الخازن، سورۃ التوبۃ، آیت ۹، جلد ۲، صفحہ ۳۵۸، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

صرف دس سالوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ کن سالوں میں نسئی کا مہینہ بڑھایا گیا تو ولادت باسعادت کے وقت تک حسابات بالکل ناممکن ہیں۔ ماہر تقویم ضیاء الدین لاہوری نے لکھا ہے۔قابل اعتماد ذرائع کی غیر موجودگی میں گزشتہ تاریخوں کا تعین وثوق کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔اور اگر بالفرض کسی جگہ کی درست معلومات میّسر آجائیں۔تو بھی جگہ بجگہ اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جاسکتا۔یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکا آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ G.Margoliauth لکھتے ہیں:

It is not ,however ,possible to make pre-Islamic Calender. (56)

”جاہلی تقویم کا بنانا بہرحال ناممکن ہے یہ بات واضح ہوگئی کہ حسابات کے ذریعے نکالی گئی تاریخ صحیح نہیں ہوسکتی۔کیونکہ حسابات ممکن ہی نہیں ہیں۔پس ہمیں صحابہ کرام،تابعین اور مؤرخین کی روایات کو درست تسلیم کرنا پڑے گا۔محمود پاشا کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی حسابات کرنے کی سعئی لا حاصل کی۔انہوں نے آٹھ ربیع الاوّل کو پیر کا دن بتایا۔

علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ اہل زیچ (زائچہ بنانے والوں) کا اس قول پر اجماع ہے کہ ۸ ربیع الاوّل کو پیر کا دن تھا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص بھی حساب کرے گا کوئی نئی تاریخ نکالے گا۔پس ہم ماہرین فلکیات اور زائچہ بنانے والوں سے اتفاق نہیں کرسکتے کیونکہ اس سے ہمیں اقوال صحابہ وتابعین کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

صحابہ اور نجومی: فقیر نے صحابہ وتابعین کے اقوال صحیح روایات سے پیش کئے ہیں وہ بارہ ربیع الاوّل کا فرماتے ہیں اور نجومی صاحب ۹ ربیع الاوّل۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کے ایک منجم سے اتفاق کرکے آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس کا قول جھٹلایا جاسکتا ہے؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کرلیں۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت ابنِ عباس سے زیادہ کس کو علم ہوسکتا ہے۔حضرت رسول اکرم ﷺ کے عم زاد بھائی ہونے کی وجہ سے ابنِ عباس کا قول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اَصْحَابِیْ کَا لنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَ یْتُمْ اِھتَدَ یْتُمْ“ ۵۷ے

یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پاوگے۔

56) Mohammed and The Rise Of Islam, Chronology, Page 29, Published by The Knickerbocker Press New York

۵۷ے کشف الخفاء، جلد۱، صفحہ۱۳۲، دار احیاء التراث العربی

قرآن کریم نے صحابہ کرام کو رضائے الٰہی کی سند عطا کر دی اور فرمایا: رَّضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ۵۸

ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

پس حضرت ابنِ عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کو چھوڑ کر ہم ایک منجم کی بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ ، أَبَرَّهَا قُلُوبًا ، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا ، قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللَّهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَإِقَامَةِ دِينِهِ ۵۹

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اُمت میں سب سے افضل تھے۔ اِن کے دل سب سے زیادہ پاک، اِن کا علم سب سے گہرا، وہ تکلفات میں سب سے کم، اللہ نے اُنہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لئے اور اقامتِ دین کے لئے چُنا تھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت ابنِ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جیسے جیّد عالم، پہلے سیرت نگار اور تابعی نے بھی ۱۲ ربیع الاوّل یوم ولادت لکھا ہے۔

حضور پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے، ''جہنّم کی آگ ان مسلمانوں کو چُھو بھی نہیں سکے گی جنہوں نے مجھے دیکھا، جس نے اُن کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا''۔ ۶۰

اِس حدیثِ پاک میں صحابہ کرام اور تابعین کو دوزخ سے برأت کا سرٹیفکیٹ دے دیا گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ جنّتی ہیں۔ اور اہلِ جنت کو چھوڑ کر نجومیوں اور ماہرین ریاضی کی باتوں پر یقین کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

اصحاب الفیل سے مضبوط دلیل: اصحاب الفیل کا قصہ قرآن مجید، پارہ ۳۰ میں مشہور ہے اس سے علما کرام نے ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کا استدلال کیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ جمہور اہل سیر وتواریخ متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں حملۂ اصحابِ فیل سے چالیس دنوں سے لیکر پچپن دنوں کے بعد پیدا ہوئے۔ اور یہی صحیح ترین قول ہے۔

علّامہ سہیلی، حافظ ابنِ کثیر، مسعوی کے مطابق ''واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ولادت ہوئی'' سید امیر علی کے مطابق پچاس سے کچھ زیادہ دن گزرے تھے۔ محمد بن علی سے یہ منقول ہے کہ اس واقعے کے پچپن دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے علّامہ دمیاطی نے اسی قول کو اختیار کیا۔

---

۵۸ سورۃ التوبۃ، پارہ ۹، آیت ۱۰۰

۵۹ حلیۃ الاولیاء، عبداللہ بن عمر الخطاب، جلد ۱، صفحہ ۳۰۵، دار الکتاب العربی، بیروت

مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثالث، حدیث ۱۹۳، جلد ۱، صفحہ ۶۷، المکتب الاسلامی، بیروت

۶۰ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل من رای النبی الخ، حدیث ۳۸۵۸، جلد ۵، صفحہ ۶۹۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت

طبقاتِ ابن سعد میں ہے: فَبَيْنَ الْفِيلِ وَبَيْنَ مَوْلِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ وَخَمْسُونَ لَيْلَةً [۱۱]

یعنی رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن راتیں گذری تھیں۔

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی نے تفسیر "فتح العزیز" میں لکھا ہے کہ ولادت اس قصّے کے پچپن روز بعد ہوئی۔ ابومحمد عبدالحق الحقانی الدہلوی نے بھی لکھا ہے۔جس سال یہ واقعہ گزرا ہے، اسی سال میں ایک مہینہ اور پچیس روز (۵۵=۲۵+۳۰) بعد آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔

محدّث جلیل سیّد جمال حسینی مصنّف "روضۃ الاحباب" سرسید احمد خاں کے نزدیک محبوب خدا کی ولادت واقعہ فیل کے پچپن یوم بعد ہوئی۔ تمام معتبر روایات کے مطابق ابرہہ کا لشکر محرم میں آیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ نصف محرم میں پیش آیا تھا۔

علامہ عبدالرحمٰن ابنِ جوزی لکھتے ہیں، ''ابرہہ کی آمد تیں دن کے مان لئے جائیں تو سترہ محرم کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاوّل آتا ہے۔۱۳-۳۰×۱۲=۵۵ ثابت ہوگیا کہ یوم ولادتِ سرکار ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاوّل ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام، تابعین، مفسرین، محدّثین اور قدیم مؤرخین نے یہی تاریخ لکھی ہے۔''

ہم محمود پاشا فلکی کے حسابات پر یقین نہیں رکھتے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام، تابعین اور محدثین کے خلاف کوئی بات کہے تو قابل تسلیم نہیں کیونکہ اسلام کی ہر بات قرآن وحدیث میں درج ہے اور قرآن وحدیث ہم تک صحابہ اور تابعین کے وسیلے سے پہنچا۔ اگر محمود پاشا فلکی نے حسابات اور علمِ فلکیات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا۔ علاّمہ عنایت احمد کاکوروی اور مولانا مفتی عبدالقدوس ہاشمی تقویم کے ماہر تھے انہوں نے تقویم اور علمِ نجوم پر گرانقدر کتابیں بھی لکھی ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاوّل اور پیر کے دن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد حمیداللہ جیسے مغربی اور مشرقی علوم پر مہارت رکھنے والی شخصیت کے نزدیک بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا ہی دن تھا۔ اس کے علاوہ اہلِ مکہّ ہمیشہ بارہ ربیع الاوّل ہی یومِ میلاد مناتے رہے ہیں۔ اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ حضور پاک صاحبِ لولاک، محمد مصطفٰے، احمد مجتبیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل ۱ھ عام الفیل، پیر کے دن، صبح کے وقت اس جہانِ ہست و بود میں اپنے وجودِ عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

---

[۱۱] الطبقات الکبریٰ، ذکر مولود صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ا، صفحہ ۱۰۱، دار صادر، بیروت

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پیاری اُمت کے نام: فقیر نے خیرالقرون یعنی صحابہ وتبع تابعین کی صریح عبارات کے بعد یعنی اسلامی پہلی صدی سے لے کر ۱۴۰۰ھ صدی تک کے مستند آئمہ مجتہدین اور علماء اکرام یہاں تک کہ مخالفین کے اکابرین کی عبارات پیش کی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہے بلکہ انہوں نے ۹ ربیع الاوّل کے قول کی سختی سے تردید کی ہے لیکن مخالفین اپنی مارے جا رہے ہیں عقلمند انسان نے یہ تو سمجھ لیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا اتفاق بارہ ربیع الاوّل پر ہے صرف ایک نجومی ایک طرف ہے۔ ایسے اختلاف کیلئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو ایک پیغام کی صورت میں ارشاد فرمایا ہے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

احادیث مبارکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱) وَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ ، شَذَّ فِي النَّارِ [٦٢]

یعنی اور بڑی جماعت کی تابعداری کرو اس لئے کہ جو الگ رہا جہنم میں جائیگا۔

۲) أَنْ لَا يَجْمَعَ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ [٦٣]

یعنی بیشک اللہ میری اُمت کو گمراہی پر متفق نہ ہونے دیگا۔

۳) يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ ، شَذَّ فِي النَّارِ [٦٤]

یعنی اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو الگ رہا وہ الگ جہنم میں جائے گا۔

مسلمانو! بتاؤ ۱۲ ربیع الاول ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جملہ مسلمانانِ عالم متفق ہیں ان میں شامل ہونا چاہتے ہو یا اکیلے ایک نجومی کے پیچھے جانا چاہتے ہو۔

اکیلی بکری بھیڑیئے کی غذا: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کیلئے بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا الگ اور دوروالی کو پکڑتا ہے اسی لئے اے امتیو گھاٹیوں یعنی چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے بچو اور اپنی بڑی جماعت مسلمین کو لازم پکڑو۔

---

[٦٢] (المستدرك على الصحيحين، کتاب العلم، حدیث ۳۹۱، جلد۱، صفحہ ۱۹۹، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

[٦٣] (مسند احمد بن حنبل، مسند القبائل، حدیث أبي بصرۃ الغفاری رضی اللہ عنہ، حدیث ۲۷۲۶۷، جلد ۶، صفحہ ۳۹۶، مؤسسۃ قرطبۃ، القاھرۃ)

(اس کے علاوہ کچھ مختلف الفاظوں کے ساتھ یہ حدیث المستدرک اور دیگر تخریج کی کتب میں بھی موجود ہے۔)

[٦٤] (المستدرك على الصحيحين، کتاب العلم، حدیث ۳۹۱، جلد۱، صفحہ ۱۹۹، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

آخری گذارش: مسلمانوں سوچ کر فیصلہ فرمایئے کہ مشرق تا مغرب شمال تا جنوب ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو پیدائشِ رسول ﷺ کی دھوم مچی ہوتی ہے صرف چند ٹوٹرمنہ بسور کر بدعت بدعت کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں یہ وہی ہوا کہ بوقتِ ولادت عرش تا فرش ساری مخلوق رسول اللہ ﷺ پر خوشیاں منا رہی تھی صرف ابلیس بیچارہ نہ صرف مغموم تھا بلکہ دھاڑیں مار کر رو رہا تھا۔

انکشاف: شیطان ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہا تھا کہ اولادِ آدم سے ہی میں اپنے ہمنوا بناؤں گا چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ یوم میلاد میں صرف ابلیس کے گھر میں سوگ منایا گیا اس وقت سے یہودیوں کو ہمنوا بنایا پھر ہر صدی میں مختلف رنگ و روپ سے نبوت دشمنی پر اُمتِ مصطفویہ میں سے اولادِ آدم کو اپنے ساتھ ملا لیا ہمارے دور میں دشمنانِ میلاد کھڑے کر دیئے ان بیچاروں نے تقریب کے خلاف مختلف طریقوں سے تخریب کاری کی مثلاً ابتداً شور مچایا میلاد بدعت ہے لیکن اب وہ خود کرنے لگے اگر چہ نام بدلے ہیں کام تو وہی ہے پھر ایک عرصہ تک راگ الاپا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو جلوس نکالنا حرام ہے اللہ نے انہیں سزا دی کہ سال میں کئی جلوس نکالیں اور جوتے بھی کھائیں پھر وہ شور ابھی قائم دائم تھا تو دوسرا طوفان کھڑا کر دیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو تو حضور ﷺ کی وفات ہے اسی لئے بجائے خوشیوں کے سوگ منایا جائے۔ اہلِ انصاف اور اہلِ علم سے اپیل ہے کہ فقیر کا یہ رسالہ ٹھنڈے دل سے مطالعہ کر کے خود فیصلہ فرمایئے کہ اس ٹولی کا کیا مقصد ہے کہ جمہور از صحابہ تا حال کی بات سے انکار اور ایک نجومی کی غلط تحقیق پر زور شور۔ اس سے خود سمجھ لیں کہ انکے دل میں کون سا چور چھپا بیٹھا ہے اور کیوں؟

فقط والسلام

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

۲۶ صفر ۱۴۱۴ھ

☆......☆......☆